محقق دوانی

۸۳۰ھ تا ۹۰۸ھ
۱۴۲۶ء ۱۵۰۲ء

از

جناب حافظ غلام مرتضیٰ صاحب ایم۔ اے علیگ،
(استاذ السنۂ فارسی و عربی الٰہ آباد یونی ورسٹی)

اسلام میں جن اہم شخصیتوں نے فکر انسانی کی ثروت میں بیش بہا اضافے کئے ان میں سے ایک محقق دوانی ہیں۔ آپ کی نمایاں خدمات کے صلے میں قوم کی طرف سے محقق کا خطاب ملا۔ فلسفۂ اسلام کی تاریخ میں صرف معدودے چند خوش نصیب ایسے گزرے ہیں جو محقق کے خطاب سے سرفراز ہوئے مثلاً محقق طوسی اور محقق سید شریف جرجانی۔ دوانی کی کتاب اخلاق جلالی آج بھی درسیات عالیہ کے نصاب میں داخل ہے۔ مگر وقت کی ناقدری دیکھئے کہ آج دوانی کو عام طور پر محض ایک معلم اخلاق کی حیثیت سے لوگ جانتے ہیں، حالانکہ نہ صرف اخلاق بلکہ معقولات و منقولات کے مختلف شعبوں میں آپ نے گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ آپ کی تبحر علمی اور فضل و کمال کے متعلق خوندمیر اپنی کتاب حبیب السیر میں لکھتا ہے:۔

"از غایت تبحر در علوم معقول و منقول و از کمال مہارت در مباحث فروع و اصول بر جمیع فضلائے عالم و تمامی علمائے بنی آدم فائق بود"

ا۔ حالات زندگی

نام و نسب آپ کا نام محمد اور لقب جلال الدین تھا۔ والد کا نام سعد الدین اسعد تھا۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت ابوبکر صدیق رضؓ تک پہنچتا ہے اسی لئے صدیقی کہلاتے تھے۔

جائے پیدائش | آپ کی ولادت صوبۂ شیراز کے ضلع کازرون کے مضافات میں "دوان" نام کے ایک گاؤں میں ہوئی اسی کی طرف نسبت کی وجہ سے دوانی کہلاتے ہیں۔ یہ گاؤں کازرون کے شمال میں تقریباً دو فرسخ کے فاصلے پر واقع تھا۔ سال ولادت ۸۳۰ھ ہے جیسا کہ بحساب جمل قرۃ العین کے حروف (باسقاط الف ولام تعریفی) کی مجموعی تعداد سے ظاہر ہوتا ہے۔ لفظ "دوان" کے تلفظ میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ یاقوت۔ براکلمن اور فرصت شیرازی نے دَوّان، بتشدید واو لکھا ہے۔ اس کے برخلاف ڈاکٹر ریو نے بغیر تشدید لکھا ہے۔ اسی طرح فارسی کی مستند لغات مثلاً برہان قاطع انجمن آرائے ناصری، فرہنگ آنند راج، اور فرہنگ رشیدی میں بھی 'دوان' کا تلفظ بغیر تشدید واو بتایا گیا ہے۔ غالباً موخرالذکر رائے صحیح ہے کیوں کہ دوانی کے جو فارسی اشعار ہمیں ملتے ہیں ان میں بعض مقام پر آپ کا تخلص دوانی پایا جاتا ہے جسے اگر بتشدید واو پڑھا جاتا ہے تو شعر ناموزوں ہو جاتا ہے۔

تحصیل علم | ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد مولانا سعد الدین سے حاصل کی جو اپنے زمانے میں علم وفضل کے لئے مشہور تھے اور قریۂ دوان میں قضا کے عہدے پر مامور تھے۔ اس کے بعد اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے آپ شیراز تشریف لے گئے۔ اس وقت شیراز میں محقق سید شریف جرجانی کے دو ممتاز تلامذہ تعلیم وتدریس کا کام انجام دیتے تھے جن میں سے ایک خواجہ حسن بقال تھے اور دوسرے ملا محی الدین انصاری کوشکناری جو مشہور صحابی حضرت سعد بن عبادہؓ کی اولاد میں سے تھے۔ محقق دوانی نے ان دونوں بزرگوں کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا اور وقت کے اہم علوم مروجہ ان سے حاصل کئے۔ بعض درسی کتابیں مولانا ہمام الدین گلباری سے پڑھیں جنہوں نے طوالع الانوار پر ایک مفید شرح لکھی تھی، علم حدیث کی تحصیل کے لئے شیخ صفی الدین ایجی کے حلقۂ درس میں شریک ہوئے چوں کہ آپ کے اندر فطری طور پر قابلیت اور ذہانت موجود تھی اور توفیق ایزدی بھی شامل حال تھی اس لئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ جملہ علوم وفنون سے فراغت حاصل کرلی اور ابھی عنفوان شباب ہی کا زمانہ تھا کہ آپ کا شمار علمائے کرام وفضلائے عظام میں ہونے لگا اور ملک کے مختلف اطراف میں آپ کی شہرت

کا بازار گرم ہو گیا ۔

طرزِ زندگی | طلبِ علم کی خاطر جب آپ شیراز پہونچے تو شروع میں عسرت و تنگدستی کی زندگی گزارتے تھے، افلاس کا یہ عالم تھا کہ شب کو مطالعہ کے لئے تیل خریدنے کی بھی مقدرت نہ تھی۔ مگر چوں کہ طلب صادق تھی، آپ ان مالی مشکلات سے ہمت نہیں ہارے اور تحصیلِ علم کے لئے برابر جد و جہد کرتے رہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات شیراز کی جامع مسجد میں جا کر وہاں کی دہلیز میں جو چراغ رات کو جلتا رہتا تھا اس کے پاس کھڑے ہو کر دماغ سوزی کرتے تھے۔ یہ مسجد جامع عتیق کہلاتی تھی اور خاندانِ صفاریہ کے امیر عمرو لیث کے ہاتھوں ۲۸۱ھ میں اس کی تعمیر ہوئی تھی۔ رفتہ رفتہ آپ کی حالت درست ہوتی گئی اور بالآخر ایک وہ وقت آیا جب آپ کی لیاقت و فضیلت کا سکہ ہر خاص و عام پر بیٹھ گیا اور علمی ترقی کے ساتھ ساتھ مادی ساز و سامان میں بھی کافی اضافہ ہو گیا اور خوش حال زندگی گزارنے لگے مگر باوجود کثرتِ مال و منال کے آپ دولت و ثروت حاصل کرنے میں پوری سرگرمی سے کام لیتے تھے کیوں کہ آپ کے نزدیک علوم کی ترویج و اشاعت اور اُن کی قدر و قیمت کے لئے مال بہت ضروری ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل شعر میں فرمایا ہے۔

مرا بہ تجربہ روشن شد ایں در آخر حال　　کہ قدر مرد بہ علم است و قدر علم بہ مال

مشاغلِ زندگی | جب محقق دوانی کی شہرت زیادہ ہوئی تو طالبانِ علم و معرفت دوسرے مقامات مثلاً عراقین، روم، ارّان، آذربیجان، ہرموز، کرمان، طبرستان، جرجان اور خراسان وغیرہ سے دور دراز سفر طے کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور آپ کے انوارِ کمالات سے مستفید ہونے لگے ایامِ جوانی میں کچھ دنوں تک خاندان قراقونیلو کے امیر مرزا جہان شاہ کے بیٹے مرزا یوسف کے یہاں صدر مجلس تھے۔ اس کے بعد وہاں سے استعفا دے دیا اور شیراز کے مدرسہ بیگم میں جو دار الایتام کہلاتا تھا، ایک استاذ کی حیثیت سے مقرر ہو گئے اور درس و تدریس کے فرائض انجام دینے لگے۔

سلطان یعقوب بایندری (مدت حکومت ۸۸۳ھ - ۸۹۶ھ) نے جو اس وقت عراق، فارس اور آذربیجان کا حاکم تھا، محقق دوانی کو شیراز سے اپنے دار السلطنت تبریز میں بلایا اور شاہی انعام و

اکرام سے نواز کر سارے ممالک فارس کے اقضی القضاۃ (chief justice) کا عہدہ آپ کے سپرد کیا۔ چنانچہ سلاطینِ بایندری (آق قینلو) کے دورِ حکومت میں آپ مستقل طور پر عہدۂ قضا پر مامور رہے۔ مدرسہ کے اوقات میں آپ تعلیم کا کام انجام دیتے تھے۔ اس سے فارغ ہوکر لوگوں کے باہمی منازعات و قضایا کو شرعی نقطۂ نظر سے فیصل کرتے تھے۔ اور فرصت کے اوقات میں سے تھوڑا سا وقت تصنیف و تالیف کے لئے بھی نکال لیتے تھے جس کا مفصل تذکرہ آئندہ آرہا ہے

اب فاضل محقق کی شہرت اطرافِ عالم میں پھیلنے لگی اور نہ صرف عوام بلکہ خواص جن میں سلاطین بھی شامل ہیں آپ کے عقیدتمند ہو گئے۔ اگر ایک طرف عثمانی سلاطین کے دربار میں آپ کا سکہ بیٹھا ہوا تھا تو دوسری جانب ہندوستان کے بادشاہوں نے بھی آپ کو دادِ تحسین و آفریں دی اور انعام و اکرام سے نوازا۔ چنانچہ آپ نے ایک رسالہ انموذج العلوم سلطان محمود شاہ بیگڑہ گجراتی (مدت حکومت ۸۶۳ھ ۔ ۹۱۷ھ) کے نام معنون کیا تھا اور اُسے اپنے ایک تلمیذ رشید شمس الدین محمد کے ہمراہ سلطان مذکور کی خدمت میں روانہ کیا۔ سلطان نے ایک ہزار درہم محقق دوانی کے لئے بطور انعام ارسال کیا۔ لیکن وہ رقم راستہ میں کسی دریا میں غرق ہو گئی اور اس میں سے کوئی معتدبہ حصہ آنجناب کو نہیں پہنچا۔ اس کے بعد محقق فاضل نے ایک دوسرا رسالہ تحقیق عدالت کے متعلق لکھ کر سلطان مذکور کے دربار میں بھیجا اور اس کے دیباچہ میں انعام مفقود کی طرف ہلکا سا اشارہ کر دیا۔ سلطان نے اس مرتبہ پھر ایک ہزار درہم مع دیگر ہدایا و تحائف کے فاضل محقق کی خدمت میں روانہ کیا۔

سیر و سیاحت محقق دوانی نے عربستان، تبریز اور بغداد وغیرہ کا سفر بھی کیا تھا۔ اسی سفر میں بغداد سے باہر دریائے دجلہ سے قریب ایک مقام پر آپ خواب میں امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ چنانچہ آپ نے طے کیا کہ ایک رسالہ لکھ کر حضرت امیرؓ کے نام معنون کریں اور اسے نجف اشرف میں روضۂ مقدسہ پر حاضری کے وقت پڑھیں۔ لیکن اس رسالہ کے موضوع کے متعلق متردد تھے۔ کوئی خاص موضوع دماغ میں متعین نہیں ہوتا تھا۔ اسی حیص بیص میں آپ حضرت امیرؓ کے روضۂ مقدسہ پر پہنچ کر آستان بوسی کے شرف سے مشرف ہو گئے۔ وہاں سے واپسی کے بعد ایک

شاگرد رشید نے جس کا نام شیخ شرف الدین حسن قتال تھا اور جس نے آپ سے کتاب حکمۃ الاشراق پڑھی تھی، آپ سے درخواست کی کہ اس کتاب کو پڑھاتے وقت جو نکات آپ نے بیان فرمائے تھے ان کو ایک رسالہ میں جمع کر دیں - چنانچہ ایک گھنٹے کے اندر رسالہ زوراء تصنیف کیا اور تکمیل کے بعد جب نظر ثانی کی تو معلوم ہوا کہ وہ بعینہ وہی تھا جو اصل مقصود تھا - لہذا فاضل محقق کو یہ یقین ہو گیا کہ اس کی ترتیب میں حضرت امیرؓ (باب مدینۃ العلم) کے فیض روحانی کی معونت شامل تھی -

علمی معرکے | محقق دوانی کے معاصرین میں میر صدر الدین شیرازی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں - ان کو معقولات میں بڑا کمال حاصل تھا اور فلسفہ و منطق میں متعدد رسائل و حواشی ان کی یادگار ہیں - ان دونوں بزرگوں میں اکثر علمی مناظرے ہوا کرتے تھے اور تصنیف و تالیف میں بھی ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے - چنانچہ محقق دوانی نے مولانا علاء الدین علی قوشجی کی شرح تجرید پر ایک فاضلانہ حاشیہ لکھا جس کو دیکھ کر خود مولانا قوشجی نے بڑی تعریف کی - لیکن میر صدر الدین نے بھی اسی زمانے میں شرح تجرید پر ایک اپنا حاشیہ لکھا جس میں فاضل محقق کے حاشیہ پر اعتراضات کئے - یہ دیکھ کر محقق دوانی نے ان اعتراضات کا جواب دینے کے لئے ایک دوسرا حاشیہ لکھا جو پہلے سے زیادہ اچھا تھا - اس کے بعد صدر الدین شیرازی نے بھی ایک دوسرا حاشیہ لکھا اور پھر کچھ اعتراض کئے - اس کے جواب کے لئے فاضل محقق نے تیسری بار اس کا حاشیہ لکھا - پہلے دونوں حواشی حاشیۂ قدیمہ و حاشیۂ جدیدہ کہلاتے ہیں اور موخر الذکر حاشیۂ اجد کے نام سے موسوم ہے - شرح تجرید کے علاوہ شرح مطالع اور شرح عضدی کے حواشی کے سلسلے میں بھی ان دونوں حضرات میں بحثیں ہوئی تھیں - چنانچہ صدر الدین شیرازی کے فرزند ارجمند غیاث الدین منصور شیرازی نے منجملہ دوسری کتابوں کے حسب ذیل تین کتابیں تصنیف کی تھیں

(۱) محاکمات درمیان نحریرین عالمین در حواشی بر شرح تجرید -

(۲) محاکمات درمیان نحریرین عالمین در حواشی بر شرح مطالع

(۳) محاکمات درمیان نحریرین عالمین در حواشی بر شرح عضدی

ان دونوں عالموں کے درمیان اسی طرح برابر مباحثے اور مناظرے ہوا کرتے تھے چنانچہ یہ رسم پڑ گئی

تھی کہ جو شخص بھی والیِ شیراز ہوتا وہ ان دونوں بزرگوں کے کمالات سے مستفید ہونے کی غرض سے علمی مجالس منعقد کرتا اور ان کے علمی مناظرے سے بہرہ ور ہوتا تھا۔

اسی طرح جس وقت محقق دوانی سلطان یعقوب بایندری کے دربار میں تھے، شاہی دربار میں مولانا اسحٰق نیریزی سے جن کا شمار فضلائے وقت میں ہوتا تھا، ایک علمی مباحثہ چھڑ گیا۔ فاضل محقق مولانا اسحٰق کے سوالات کے معقول اور مدلل جوابات دیتے رہے۔ لیکن چوں کہ مولانا نیریزی کو لسانی میں بڑا کمال تھا اور اثنائے مناظرہ میں قدم دائرۂ تہذیب سے باہر نکال دیتے تھے اس لئے قریب تھا کہ فاضل محقق کو مغلوب کر دیں اور آپ کی فضیلت و دانشمندی کو خاکِ مذلت میں ملا دیں اس وقت قاضی میر حسین یزدی جو محقق دوانی کے افاضل تلامذہ میں سے تھے اور اس مجلس عالی کے حاشیہ نشینوں کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے، انتہائی غیرت کی وجہ سے بے قابو ہو گئے اور بول اُٹھے کہ "میں ناچیز مولانا محقق کا ادنیٰ شاگرد ہوں۔ میری گزارش ہے کہ استاذ محقق کا احترام کیا جائے اور مولانا نیریزی کا مناظرہ مجھ پر چھوڑ دیا جائے اگر وہ مجھ کو مغلوب کر دیں تو ہم سب کو ان کی فوقیت تسلیم ہے"۔ سلطان یعقوب نے اجازت دی اور قاضی میر حسین نے پہلے آدابِ مناظرہ کو مختصراً بیان کیا اور پھر مباحثہ شروع ہو گیا ہر چند مولانا اسحٰق نے چاہا کہ دائرۂ تہذیب سے قدم باہر نکالیں اور ایک شاخ سے دوسری شاخ پر پرواز کریں۔ لیکن قاضی میر حسین نے ان پر سب راستے بند کر دئیے اور آخر کار بفضلِ خدا ان پر غالب آئے۔

جملہ حاضرین نے قاضی میر حسین کا فضل و کمال دیکھ کر تعریف و تحسین کی۔ اس وقت قاضی صفی الدین عیسیٰ تبریزی[1] نے جو سلطان یعقوب کی مجلس کے صدر تھے، قاضی میر حسین یزدی کے مولد و مسکن کے متعلق دریافت کیا تو محقق دوانی نے فرمایا کہ وہ یزد کے شرفا کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ چنانچہ قاضی عیسیٰ تبریزی نے سلطان سے استدعا کی کہ یزد اور اس کے ملحقات کا عہدۂ قضا ان کو سپرد کیا جائے الغرض میر حسین یزدی شاہی خلعت اور انعام و اکرام سے سرفراز ہو کر یزد کی طرف قاضی کی حیثیت سے روانہ ہو گئے۔

---

[1] حبیب السیر میں ان کا نام قاضی مسیح الدین عیسیٰ لکھا ہے۔

محقق دوانی نے عمر کا بیشتر حصہ سلاطینِ بایندری کی سرپرستی میں گزارا۔ سلطان یعقوب کے بعد اس کے بیٹے بائسنقر نے تقریباً ڈیڑھ سال حکومت کی۔ اس کی برطرفی کے بعد رستم بیگ نے عنانِ حکومت سنبھالی اور پانچ سال سے زیادہ حکمرانی کی۔ اس کے بعد احمد پادشاہ بایندری نے عثمانی سلطان یلدرم بایزید کی مدد سے ایران پر حملہ کیا اور ذی قعدہ ۹۰۲ھ میں ایک جنگ میں رستم بیگ مارا گیا اور احمد پادشاہ ولایتِ ایران پر قابض ہوگیا۔ اس بادشاہ نے بھی محقق دوانی کی بڑی قدر و منزلت کی۔ مگر اسی زمانے میں قاسم بیگ پرناک نے جسے احمد پادشاہ سے عداوت تھی، آنجناب سے بہت کافی مال لے لیا۔ آخر کار اس مصیبت سے نجات پاتے ہی آپ نے شیراز کو ترک کردیا اور لار اور جرون کے علاقہ میں جاکر اقامت گزیں ہوگئے۔ چنانچہ عمر کے آخری چند سال آپ نے اسی علاقے میں گزارے۔

وفات | ۹۰۸ھ میں جب سلطان ابوالفتح بیگ بایندری نے شیراز پر قبضہ کیا تو یہ خوشخبری سن کر محقق دوانی نے کازرون کا رخ کیا اور قول آگینہ میں ابوالفتح بیگ کے لشکر سے جا ملے۔ سلطان نے پہلے سے بھی زیادہ آپ کی تعظیم کی لیکن چند ہی دنوں کے بعد بتاریخ ۹ ربیع الثانی ۹۰۸ھ بروز سہ شنبہ بمرضِ اسہال آپ نے پیامِ اجل کو لبیک کہا۔ چوں کہ وہ مقام قریۂ دوان سے نزدیک تھا اس لئے آپ کی نعش دوان لے جاکر وہیں شیخ علی دوانی کے بغل میں دفن کی گئی۔ وفات کے وقت محقق دوانی کی عمر اٹھتر سال کی تھی۔ فرصت شیرازی جس نے ۱۳۱۱ھ میں سلطان ناصر الدین شاہ قاچار کے حکم سے ممالک فارس کا سفر کیا تھا لکھتا ہے کہ محقق دوانی کا مقبرہ قریۂ دوان کے نزدیک واقع ہے۔ اس کی شکل یہ ہے کہ ایک چھوٹے صحن میں ایک بلند گنبد ہے۔ اس کے بغل میں ایک مجوف بلند منارہ ہے جس کا حجم تقریباً ۱۰×۱۲ ذراع ہے۔ منارہ کی چھت پر جانے کے لئے اندر سے زینے لگے ہیں۔ اس کی بلندی پر سے وہاں کا پورا احاطہ اور جنگلات نظر آتے ہیں

۲۔ محقق دوانی کی تصنیفات

فاضل محقق نے عربی و فارسی دونوں زبانوں میں بہت سی تصانیف یادگار چھوڑی ہیں جن میں سے اکثر حواشی ہیں اور بعض مختلف کتابوں کی شرحیں۔ ان کے علاوہ کچھ مستقل تصانیف بھی ہیں جو سب

سے پہلے ان کی عربی تصانیف پیش کی جاتی ہیں۔

رسائل وکتب | ۱۔ رسالۂ قدیم در اثبات واجب تعالیٰ۔ یہ رسالہ ۸۹۸ھ میں تصنیف کیا تھا۔

۲۔ رسالۂ جدید در اثبات واجب تعالیٰ۔ یہ رسالہ آخر عمر میں لار کے علاقہ میں تصنیف کیا تھا۔

۳۔ انموذج العلوم۔ یہ رسالہ دس علوم کی تحقیق پر مشتمل تھا اور اس میں حدوثِ عالم کے مسئلہ کی بھی پوری وضاحت کی تھی۔ اسے سلطان محمود شاہ گجراتی کے نام معنون کر کے اپنے شاگرد رشید میر شمس الدین محمد کے ہمراہ اس کے دربار میں بھیجا تھا جس کی تفصیل اوپر گزر چکی۔

۴۔ رسالہ در تحقیق عدالت۔ یہ رسالہ بھی سلطان مذکور کے پاس روانہ کیا تھا۔ اس کی بھی تفصیل اوپر گزر چکی۔

۵۔ رسالۂ زوراء۔ یہ رسالہ مختلف فلسفیانہ اور صوفیانہ مسائل پر مشتمل تھا۔ اور چوں کہ اس کی تصنیف کا خیال بغداد اور نجف اشرف کے سفر میں ہوا تھا جو دجلہ سے قریب ہے اس لئے اس کا نام زوراء رکھا جس کے معنی دجلہ ہوتے ہیں۔ یہ رسالہ ۱۳۲۶ھ میں قاہرہ سے تعلیقات کے ساتھ شائع ہو چکا ہے (محقق نے اس کا حاشیہ بھی لکھا تھا جس کی تفصیل آئندہ آرہی ہے)

۶۔ رسالہ در تعریف علم کلام۔ قاضی عضد الدین ایجی کی کتاب المواقف میں علم کلام کی جو تعریف دی گئی ہے اس کی توضیح و تشریح کے لئے یہ رسالہ لکھا اور اس میں کتاب مذکور کے شارح سید شریف جرجانی پر ملا علی عران طوسی نے جو اعتراضات کئے تھے ان کا جواب دیا۔ یہ رسالہ امیر نعیم الدین نعمت اللہ کے صاحبزادے میر محب اللہ کے نام معنون کر کے ان کی خدمت میں ہندوستان روانہ کیا تھا۔

۷۔ رسالہ در خلق اعمال۔ خلقِ اعمال کے متعلق یہ رسالہ سعد الدین محمد استرابادی کی درخواست پر کاشان میں تصنیف کیا تھا۔

۸۔ رسالہ در حل مغلطہ مشہور بہ جذر اصم۔

۹۔ رسالۂ قلمیہ۔ یہ رسالہ اکثر فنونِ بلاغت اور تشبیہ کے مختلف اقسام پر مشتمل تھا۔

۱۰۔ بستان القلوب۔

۱۱۔ رسالہ در ایمانِ فرعون ۔ ملا علی قاری نے اس رسالے کی شرح لکھی تھی۔

۱۲۔ رسالۃ فی التنبیہات الواقعۃ فی دعاء الصلوٰۃ ۔

۱۳۔ الرسالۃ العشریۃ ۔ ابن المؤید کے ہمراہ یہ رسالہ سلطان بایزید خاں عثمانی کے پاس روانہ کیا تھا۔

۱۴۔ رسالۃ فی علم النفس ۔ یہ رسالہ ماہیتِ روح اور خلودِ نفس (Immortality of soul) جیسے معرکۃ الآرا مباحث پر مشتمل تھا۔

۱۵۔ رسالۃ فی مسائل من الفنون ۔ اس رسالے میں اپنے مشائخ اور سلسلۂ تلمذ کا بھی ذکر کیا تھا۔

۱۶۔ العشر الجلالیۃ ۔

۱۷۔ شرح ہیاکل ۔ شیخ شہاب الدین سہروردی کی کتاب ہیاکل النور پر یہ شرح لکھ کر ایک ہندوستانی بادشاہ ملک التجار کے نام معنون کی تھی ۔ یہ شرح شواکل الحور کے نام سے ۱۹۵۳ء میں مدراس گورنمنٹ کی طرف سے اورینٹیل پبلیکیشن سیریز میں شائع ہو چکی ہے ۔

۱۸۔ شرح خطبۂ طوالع ۔ علم کلام میں قاضی بیضاوی کی کتاب طوالع الانوار کے دیباچہ پر یہ شرح تھی۔

۱۹۔ تفسیر آیہ یٰایّھا الذین آمنوا خذوا زینتکم عند کل مسجد وکلوا واشربوا ولا تسرفوا ۔ تیموری سلطان شاہرخ کے بیٹے سلطان بائسنقر کے صدر مجلس ملا شمس الدین محمد بدخشی کے نام یہ تفسیر معنون کی تھی۔

۲۰۔ تفسیر سورۂ اخلاص ۔ یہ تفسیر سلطان ابوالفتح بایندری (آق قوینلو) کے نام معنون کی تھی۔

۲۱۔ تفسیر سورۂ قل یٰایّھا الکٰفرون ۔

۲۲۔ تفسیر المعوذتین ۔

چاروں قل کی تفاسیر کو مجموعی طور پر تفسیر القلاقل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ۔

۲۳- شرح عقائد عضدی - قاضی عضد الدین ایجی کی کتاب العقائد العضدیہ کی یہ شرح شہر جرون میں ربیع الاول ۹۰۵ھ میں پایۂ تکمیل کو پہنچی تھی اور غالباً محقق دوانی کی یہ آخری تصنیف تھی، یہ شرح استنبول سے ۱۸۱۷ء میں اور پیٹرسبرگ سے ۱۳۱۲ھ میں شائع ہو چکی ہے۔

۲۴- شرح اربعین حدیث نووی۔

۲۵- شرح رسالہ نصیریہ - یہ شرح نفس الامر کے مفہوم کی وضاحت کے لئے لکھا تھا۔

۲۶- شرح رسالہ در جوہر مفارق - اصل کتاب محقق طوسی نے لکھی تھی۔

۲۷- شرح کلمتی الشہادۃ۔

۲۸- شرح القصیدۃ القافیۃ فی احوال النفس - اس قصیدہ کا مطلع درج ذیل ہے۔

ولقد تقضی من ریاض ذوق بیقاء ذات تشوق و تأنق

حواشی ۲۹- حاشیہ قدیم بر شرح جدید تجرید - محقق طوسی کی کتاب تجرید پر مولانا علاء الدین علی قوشجی نے جو شرح لکھی تھی اس پر یہ حاشیہ لکھ کر سلطان خلیل بایندری کے نام معنون کیا تھا۔

۳۰- حاشیہ جدید بر شرح تجرید - میر صدر الدین شیرازی کے جواب میں یہ حاشیہ ۸۹۶ھ میں لکھا تھا

۳۱- حاشیہ اجد - شرح تجرید مذکور پر یہ تیسرا حاشیہ ۹۰۶ھ میں لکھا تھا۔

۳۲- حاشیہ تہذیب منطق - علامہ سعد الدین تفتازانی کی کتاب تہذیب المنطق والکلام پر یہ حاشیہ لکھا تھا جو ۱۲۶۶ھ اور اس کے بعد ۱۲۹۳ھ میں لکھنؤ سے شائع ہو چکا ہے۔

۳۳- حاشیہ قدیم بر شرح مطالع و حواشی شریفیہ - علم منطق میں قاضی سراج الدین ارموی کی کتاب مطالع الانوار کی شرح بنام لوامع الاسرار ملا قطب الدین رازی نے کی تھی جس پر سید شریف جرجانی نے حاشیہ لکھا۔ مولانا دوانی نے اس کے اوپر حاشیہ لکھا تھا۔

۳۴- حاشیہ جدید بر شرح مطالع - یہ حاشیہ میر صدر الدین شیرازی کے جواب میں لکھا تھا۔

۳۵- حاشیہ بر اوائل شرح عضدی و حواشی شریفیہ۔ علامہ ابن حاجب کی کتاب مختصر الاصول پر قاضی عضد الدین ایجی اور سید شریف جرجانی نے شرحیں لکھیں۔ اس کے بعد سید شریف جرجانی نے اس کے حواشی بھی لکھے۔ اس کے ابتدائی مباحث پر فاضل محقق نے حاشیہ لکھا جس میں فاضل مدقق ملا علی عران طوسی کے ان اعتراضات کو دفع کیا تھا جو انھوں نے سید شریف جرجانی پر وارد کئے تھے۔

۳۶- حاشیہ بر اوائل کتاب محاکمات۔

۳۷- حاشیہ حکمۃ العین۔ محقق طوسی کے شاگرد علامہ نجم الدین کاتبی قزوینی کی کتاب حکمۃ العین پر مختلف لوگوں نے شرح و حواشی لکھے منجملہ ان کے محقق دوانی نے بھی سواد العین کے نام سے ایک حاشیہ لکھا تھا۔

۳۸- حاشیہ زوراء۔ چوں کہ رسالہ زوراء مختصر و مغلق تھا اس لئے ایک مخلص عقیدتمند طالبعلم جس کا نام علی تھا اس کی درخواست پر یہ حاشیہ تصنیف کیا۔ یہ حاشیہ بھی ۱۳۲۶ھ میں متن کے ساتھ شائع ہو چکا ہے۔

۳۹- حاشیۂ صغیر۔ ملا قطب الدین محیوی انصاری نے رسالہ زوراء کے خطبہ کی ایک عبارت پر اعتراض کیا تھا اس کے جواب میں یہ مختصر حاشیہ لکھا۔ یہ بھی رسالہ زوراء کے ساتھ ۱۳۲۶ھ میں شائع ہو چکا ہے

۴۰- حاشیہ بر اوائل شرح چغمینی قاضی زادہ۔ یہ حاشیہ غالباً کسی کتاب کے کنارے لکھا تھا اور علیحدہ سے ترتیب نہیں دیا تھا۔ میر غیاث الدین منصور شیرازی نے اس کا اکثر حصہ اپنے حاشیہ میں نقل کر کے اس کا جواب لکھا تھا۔

۴۱- تعلیقات بر اوائل شرح شمسیہ حواشی شریفیہ۔ محقق طوسی کے شاگرد نجم الدین عمر کاتبی قزوینی کی کتاب شمسیہ کی شرح قطب الدین رازی نے لکھی تھی جس پر سید شریف جرجانی نے حاشیہ لکھا جو میر قطبی کے نام سے مدارسِ عربیہ میں متداول ہے۔ اس کے ابتدائی حصہ پر تعلیقات مولانا دوانی نے لکھا تھا۔

۴۲- حاشیہ انوار فقہ شافعی۔

فارسی تصانیف | ۴۳- کتاب اخلاق۔ اس کتاب کا پورا نام لوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق ہے اور عام طور پر اخلاقِ جلالی کے نام سے موسوم ہے۔ اسے سلطان خلیل اور اس کے والد سلطان حسن بیگ بایندری کے نام معنون کیا تھا۔ اخلاق جلالی ۱۸۱۱ء میں کلکتہ سے اور ۱۲۸۳ھ میں نولکشور سے شائع ہو چکی ہے اور اس کا انگریزی ترجمہ ٹامسن (Thompson) نے ۱۸۹۳ء میں لندن سے شائع کیا ہے

۴۴- رسالہ تہلیلیہ۔ یہ رسالہ کلمۂ توحید کی تشریح میں لکھ کر سلطان مذکور کے نام معنون کیا تھا۔

۴۵- رسالہ دیگر۔ شیراز کے بند امیر میں سلطان مذکور کی فوج کے مظاہرہ کے متعلق لکھا تھا۔ اس رسالے میں حُسنِ عبارت کا التزام پایا جاتا ہے۔

۴۶- رسالہ در عدالت۔ یہ رسالہ عراق کے ایک سلطان کے نام لکھ کر میر شمس الدین محمد کے ہمراہ اس کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔

۴۷- رسالہ در تحقیق معنی خبر و اخبار (؟) یہ رسالہ میر میران قاضی اصفہانی کے نام معنون کیا تھا۔ غالباً اس کا صحیح نام "رسالہ در جبر و اختیار" ہے جیسا کہ فرصت شیرازی نے لکھا ہے۔

۴۸- رسالہ خواص حروف۔ یہ رسالہ سلطان غیاث الدین غیاث شاہ مندوی کے نام تصنیف کر کے سید جمال الدین نصر اللہ کے ہمراہ سلطان مذکور کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔

۴۹- رسالہ در دیوانِ مظالم۔ لار کے علاقہ میں یہ رسالہ لکھ کر وہاں کے حاکم ملک علاء الملک کے نام معنون کیا تھا۔

۵۰- رسالہ موسوم بہ صیحہ وصدا۔

۵۱- نور الہدایہ۔

۵۲- رسالہ در شرح غزل حافظ شیرازی۔ اس غزل کا مطلع درج ذیل ہے۔

در ہمہ دیر مغاں نیست چو من شیدائے　　خرقہ جائے گرو بادہ و دفتر جائے

۵۳ - رسالہ در شرح بیت حافظ شیرازی -

پیر ما گفت خطا بر قلم صنع نرفت — آفریں بر نظرِ پاک و خطاپوشش باد

۵۴ - رسالہ در شرح بیتے از ابیات شیخ جیستری قدس سرہٗ -

۵۵ - شرحِ رباعیات - اپنی چند رباعیوں کی شرح لکھ کر قیصرِ روم کے نام معنون کیا تھا۔

۳ - محقق دوانی کے اشعار

نثر نگاری کے ساتھ ساتھ محقق دوانی کو شعر گوئی میں بھی اچھا خاصہ ملکہ حاصل تھا۔ آپ کے اشعار جن میں تصوف اور عشقِ حقیقی کا رنگ جھلکتا ہے اپنی معنوی خوبیوں کے ساتھ لفظی محاسن سے بھی آراستہ ہیں۔ ذیل میں آپ کی غزل و رباعیات کے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ فاضل محقق کا قلب عشقِ رسول اور اہل بیت اطہار کی محبت سے معمور تھا۔

غزل

روئے بنما کہ جہاں ظلمتِ انکار گرفت — صیقلی زن کہ مرا آئینہ زنگار گرفت

توئی آں شاہ کہ از کشور حسنت بے خیلے — ملک جان و دل و دیں جملہ بیکبار گرفت

آفتاب ازل از مشرقِ رویت چو دمید — ہمہ ذراتِ جہاں لمعۂ انوار گرفت

صدق دعویٰ تو از نور جبینت پیداست — منکر از کور دلی شیوۂ انکار گرفت

چوں دوانی نخورد درد غم از کاسۂ چرخ — ہر کہ جامے زکفِ ساقیِ ابرار گرفت

ولہٗ ایضاً

عارفاں قدرِ ترا مقصدِ اعلیٰ خوانند — طاق ابروئے ترا مسجدِ اقصیٰ خوانند

تیز بینانِ جہاں خاک سرِ کوئے ترا — توتیائے نظرِ مردمِ بینا خوانند

قامتِ دلکش و رخسار دلفروز ترا — اہلِ عرفاں شجر و آتشِ موسیٰ خوانند

سخن از قدِ تو گفتم چو دوانی زاں رو — سخنانم ہمہ در عالم بالا خوانند

ولہٗ ایضاً

بنورِ خاطرِ خود می رویم در رہِ عشق — چراغِ خاطرِ دوں ہمتاں چہ نور دہد

اگرچہ فیضِ خدا شامل است یکساں نیست | نہ ہر جبل کہ تو بینی صدا چو طور دہد

رباعیات

اے مصحفِ آیاتِ الٰہی رویت | وے سلسلۂ اہلِ ولایت مویت
سر چشمۂ زندگی لب دلجویت | محرابِ نمازِ عارفاں ابرویت

دیگر

از مہر علی کسے کہ یابد عرفاں | نامش ہمہ دم نقش کند بر دل وجاں
ایں نکتۂ طرفہ بیں کہ اربابِ کمال | یابند ز بینات نامش ایماں

دیگر

خورشید کمال است نبی ماہ ولی | اسلام محمد است وایمانست علی
گر بینتے بریں سخن می طلبی | بنگر کہ زبینات اسما است جلی

دیگر

رو رخت طلب بہ ساقی کوثر کش | وز کوثر کثرت مئے وحدت درکش
لا یظمأ اصلاً ابداً شاد بہا | رمزے است دریں مے ار توانی درکش

دیگر

در ملک حقیقت است آں شاہ مدار | دست از طلب دامن آں شاہ بدار
او باب مدینۂ علوم است درآئے | زاں درگہ رسی زود بمبعذ گہ یار

محقق دوانی نے سلطان ابوسعید کے قتل کے متعلق یہ تاریخی قطعہ لکھا تھا۔

سلطان ابوسعید کہ در فرخسری | چشم سپہر پیر جوانے چو نہ دید
الحق چگونہ کشتہ نگردد کہ گشتہ بود | تاریخ قتل (مقتل سلطان ابوسعید)

اس سے تاریخ قتل بحساب جمل ٨٧٣ = ٦٩ - ١٤٦٨ نکلتی ہے۔

مصادر و مراجع

اس مقالہ کی ترتیب میں مندرجہ ذیل کتابیں استعمال کی گئیں :-

۱- حبیب السیر
۲- مجالس المومنین
۳- تحفۂ سامی
۴- ہفت اقلیم
۵- لب التواریخ
۶- آثار عجم
۷- احسن التواریخ
۸- کشف الظنون
۹- انسائیکلوپیڈیا آف اسلام
۱۰- برٹش میوزیم کیٹلاگ (فارسی مخطوطات)

ماہنامہ "فاران" کراچی کا عظیم الشان

"توحید نمبر"

جون ۱۹۵۵ء میں آرہا ہے!

شرک و بدعت کے بت کدوں میں نعرۂ توحید کی گونج، عجمی صنم کدوں میں دینِ خالص کا غلغلہ، ایک ایک مقالہ، ایمان افروز، علم و تحقیق کی وہ راہیں جو صراطِ مستقیم سے جاکر ملتی ہیں۔ اردو ادب میں اصلاح و انقلاب کا مثالی اقدام، کتاب و سنت کی طرف واپسی کی دعوت

اب تک جن علماء کرام و اہلِ فکر حضرات کے مقالے آچکے ہیں

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، مولانا قاری محمد طیب صاحب، مولانا امین احسن اصلاحی صاحب، مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب، مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب، مولانا محمد اسمٰعیل سلفی صاحب، مولانا محمد ناظم ندوی صاحب، مولانا عبدالمجید ارشد صاحب، مولانا عامر عثمانی صاحب (مدیر تجلّی دیوبند) مولانا محمد اسحاق سندیلوی صاحب، مولانا محمد ادریس ندوی صاحب، مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ندوی صاحب، مولانا ابو محمد امام الدین رام نگری صاحب، مولوی ابو منظور شیخ احمد صاحب، مولانا ابوالبیان حمّاد صاحب، مولانا قاضی زین العابدین صاحب سجاد میرٹھی۔ محترمہ عطیہ خلیل عرب...

عربی زبان کے سب سے بڑے انشاپرداز علاّمہ محمد البشیر الابراہیمی (الجزائری) اپنی کبرسنی اور علالت کے باوجود "توحید نمبر" کے لئے مقالہ تحریر فرما رہے ہیں، شاعروں کے نادر و اعلیٰ منظومات کے علاوہ ماہر القادری مدیر فاران کا معرکہ آرا "نقشِ اوّل" بھی ہوگا، ضخامت کم سے کم تین سو صفحات۔ سرورق رنگین و دل کش۔ قیمت تین روپے محصول ڈاک رجسٹری آٹھ آنے۔ اور مستقل خریداروں کو سالانہ چندہ چھ روپے آٹھ آنے میں ہی توحید نمبر دیا جائے گا۔

ہندستان میں دفتر "الحسنات" رام پور (یوپی) کو توحید نمبر کی قیمت تین روپے آٹھ آنے یا سالانہ چندہ چھ روپے آٹھ آنے بھیجی جاسکتی ہے۔

منیجر ماہنامہ "فاران" کیمبل اسٹریٹ، کراچی نمبر ۱